

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال (۱۹۷۱-۲۰۲۱)

عارف نوشاہی*

”مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان“ (اس کے بعد صرف ’مرکز‘) کا قیام ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو عمل میں آیا تھا۔ اس اعتبار سے ۲۰۲۱ء میں، جب یہ مضمون لکھا جا رہا ہے، اس کی عمر پچاس سال ہو گئی ہے۔ راقم السطور تقریباً اس پورے دور کا عینی شاہد رہا ہے۔ دو مختلف ادوار میں تقریباً دس سال مرکز میں کام کیا ہے اور باقی عرصے بہت قریب سے اس کے عروج و زوال اور نشیب و فراز کا مشاہدہ کیا ہے۔ اس ادارے کی اہمیت، کارگزاری اور خدمات کا تقاضا یہ تھا کہ اس کے قیام کے طلائی جشن کے موقع پر اس کے بارے میں کوئی بھرپور کتاب لکھی جاتی۔ یہ تو نہ ہو سکا، لیکن مجھے امید ہے کہ مستقبل میں کوئی محقق یہ کام ضرور کرے گا۔ راقم السطور نے مرکز سے اپنی ظاہری اور معنوی وابستگی کی بنا پر محسوس کیا کہ ایسے تاریخی موقع پر اس کی تاریخ اور خدمات کا ایک مختصر جائزہ لیا جائے اور اس کی خدمات کا چرچا کیا جائے۔ خود میری اس ادارے سے بہت قیمتی یادیں وابستہ ہیں۔ میں نے وہاں سے بہت کچھ سیکھا، اس ادارے نے میری علمی پرورش کی، وہاں علم و ادب، تحقیق و فن کی کتنی ہی سربر آوردہ شخصیات کو دیکھا جو آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ ان یادوں کا بیان ایک الگ مضمون کا متقاضی ہے۔ فی الحال مرکز کی مختصر تاریخ، انتظام و انصرام اور خدمات کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ دیگر کتابی مآخذ کے ساتھ ساتھ میں نے اپنی یادداشتوں اور ذاتی معلومات سے بھی استفادہ کیا ہے۔

مرکز کا قیام:

مرکز کا قیام ایران کی وزارت فرہنگ و ہنر اور پاکستان کی وزارت تعلیم و سائنس کے درمیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء (ایرانی تاریخ: کیم آبان ۱۳۵۰ ہجری شمسی) کو دستخط ہونے والے ایک معاہدے کے تحت عمل میں آیا۔ اس کارسی نام ”مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان“ / Iran-Pakistan Institute of Persian Studies رکھا گیا۔ اس کے قیام کا اعلیٰ مقصد دونوں ممالک کے درمیان ثقافتی، تعلیمی اور لسانی روابط کو مزید مضبوط اور وسیع کرنا ہے اور یہ کہ

* محقق و مصنف، ادارہ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد

دونوں ممالک باہمی دوستانہ تعاون سے تعلیمی اور ثقافتی میدان میں یہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔
مرکز کا محل وقوع:

معائدہ طے پاتے ہی مرکز نے ۱۹۷۱ء میں راول پنڈی میں میو روڈ (موجودہ نام: راشد منہاس روڈ) پر پنجاب ہاؤس سے متصل کرائے کی ایک کوٹھی نمبر ۸۴-اے میں کام شروع کیا۔ یہ عمارت ایک افغان نژاد پاکستانی بیگم آفندی کی ملکیت تھی جو فارسی (دری) جانتی تھیں۔ اسی عمارت میں ۱۹۷۵ء میں ملکہ فرح پہلوی نے مرکز کا دورہ کیا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں مرکز اسلام آباد منتقل ہو گیا۔ معاہدے میں یہ طے تھا کہ حکومت پاکستان مرکز کو اپنی عمارت بنانے کے لیے اسلام آباد میں قطعہ زمین دے گی۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے G-5 سیکٹر میں ایک قطعہ زمین مرکز کو الاٹ کر دیا۔ لیکن اس پر بروقت تعمیر نہ ہو سکی۔ بعد میں اس سیکٹر میں حکومت پاکستان کے کئی حساس اور اہم اداروں کی عمارتیں بن گئیں تو مرکز کے لیے مختص اس قطعہ زمین کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے H-9 سیکٹر میں متبادل قطعہ زمین دے دیا گیا۔ یہ قطعہ زمین مرکز کے قبضے میں تو ہے لیکن اس پر دارالحکومت کے ترقیاتی ادارے C.D.A کی طرف سے عمارت تعمیر کرنے کا اجازت نامہ تاحال جاری نہیں ہو سکا۔ اس تعلق اور تاخیر کی افسوس ناک سیاسی وجوہات ہیں جنہیں بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے۔ مرکز کی اپنی ملکیت کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے اسے اپنی ہزاروں مطبوعہ کتابوں، رسائل، مخطوطات اور دستاویزات سمیت دارالحکومت اسلام آباد میں چھ بار کرائے کی کوٹھیوں میں منتقل ہونا پڑا اور ہر بار نئے سرے سے دفتر بھجانا پڑا۔ جب مرکز کی مالی توانائی بالکل جواب دے گئی تو ستمبر ۲۰۲۰ء میں اسے راول پنڈی، سینٹلائٹ ٹاؤن اے بلاک میں واقع خانہ فرہنگ ایران کی عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ عمارت خانہ فرہنگ ایران کی اپنی ملکیت میں ہے۔ یہاں مرکز کو کم از کم مکان کا کرایہ ادا کرنا نہیں پڑتا جو اس سے پہلے ہزاروں یورو (لاکھوں روپوں) میں ادا کیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں ایرانی انقلاب کے بعد بھی ایک بار مرکز چند سال کے لیے خانہ فرہنگ ایران راول پنڈی کی اسی عمارت میں 'پناہ گزین' رہا تھا۔ اس طرح مرکز گزشتہ پچاس سال میں آٹھ مختلف مکانات میں منتقل ہو کر کام کرتا رہا ہے اور ۲۰۲۰ء میں اس نے نویں بار نقل مکان کیا ہے۔

مرکز کا انتظام و انصرام:

مرکز کے قیام کے لیے ہونے والے معاہدے میں اگرچہ یہ بات لکھی ہے کہ اسے دونوں ممالک باہمی طور پر چلائیں گے اور ہر ملک کا ڈائریکٹر دو دو سال تک کام کرے گا، لیکن یہ ادارہ ابتدا ہی سے ایران کے انتظام و انصرام میں رہا ہے اور وہی اس کے مالی اخراجات برداشت کرتا چلا آ رہا ہے۔ حکومت ایران ہی یہاں کے ڈائریکٹر کا تقرر کرتی ہے۔ حکومت پاکستان کا اب تک مرکز کو چلانے میں قطعاً کوئی عمل دخل نہیں رہا۔

مرکز اکتوبر ۱۹۷۱ء تا فروری ۱۹۷۹ء ایران کی وزارت فرہنگ و ہنر کے تحت کام کرتا رہا۔ ایران میں انقلاب (فروری ۱۹۷۹ء) کے بعد اس وزارت کا نام ”وزارت ارشاد و فرہنگ اسلامی“ رکھ دیا گیا اور مرکز بدستور اسی کے زیر انتظام رہا۔ ۱۹۹۵ء میں اس کا انتظام ”سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی“ کے سپرد کر دیا گیا۔ ۲۰۱۴ء میں مرکز کو ایک ایرانی این جی او ”بنیاد سعدی“ تہران کے حوالے کر دیا گیا۔ ۲۰۲۰ء میں مرکز دوبارہ سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی کے انتظام میں آگیا اور اب اسی ادارے کے تحت کام کر رہا ہے۔

مرکز کے بانی ڈائریکٹر ڈاکٹر علی اکبر جعفری اگرچہ ایرانی نژاد ہیں، لیکن کچھ عرصے کراچی میں رہنے اور اپنی علمیت کی وجہ سے وہ اردو اور دیگر پاکستانی زبانیں بخوبی جانتے ہیں۔ ان کی اردو تحریر اور گفتگو بالکل اہل زبان کی طرح ہے اور ان سے گفتگو کرتے ہوئے کوئی شخص یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ ایرانی ہیں۔ ڈاکٹر جعفری اس وقت امریکا میں رہتے ہیں۔

۱۹۷۱ء سے ۲۰۲۱ء تک مرکز میں اکیس مستقل اور قائم مقام ڈائریکٹروں نے کام کیا ہے۔ ان میں بعض عالم و فاضل اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور بعض وہاں کے وزارت خانوں اور محکموں کے افسران تھے۔ ان فضلا اور یونیورسٹی اساتذہ میں ڈاکٹر مہدی غروی، اکبر ثبوت، ڈاکٹر احمد تمیم داری، ڈاکٹر رضا شعبانی، ڈاکٹر محمد مہدی توسلی، ڈاکٹر سعید بزرگ بیگدلی، ڈاکٹر رضا مصطفوی سبزواری اور ڈاکٹر نعمت اللہ ایران زادہ شامل ہیں۔ یہاں مرکز سے وابستہ دو اور ایرانی فضلا کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ان میں ایک اس ادارے کے بانی کتاب دار ڈاکٹر محمد حسین تسبیجی (ولادت: ۲۴ مارچ ۱۹۲۹ء) ہیں جو مجموعی طور پر مختلف ادوار میں تقریباً تیس سال تک اس ادارے سے وابستہ رہے اور مرکز کے استحکام اور فروغ میں بے لوث خدمات انجام دیں۔ وہ اپنے بے تکلف اور عوامی مزاج کی بنا پر پاکستان میں بہت مقبول ہوئے۔ انھوں نے یہاں ایک وسیع حلقہ احباب بنایا اور اہل علم کو مرکز کی طرف کھینچ کر لائے۔ آج کل ڈاکٹر تسبیجی تہران میں زندگی گزار رہے ہیں۔ دوسرے ایرانی فاضل احمد منزوی (۱۹۲۵-۲۰۱۵ء) تھے جو تقریباً چودہ سال تک پاکستان میں رہے اور نہ صرف مرکز کے کتب خانے میں موجود تقریباً چودہ ہزار مخطوطات کی فہرست نویسی کی بلکہ پاکستان میں موجود فارسی مخطوطات کی فہرست چودہ جلدوں میں مرتب کر کے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

مرکز کی کارکردگی:

الف۔ کتابخانہ گنج بخش: پاکستان اور ایران کے ثقافتی اشتراکات کا محور فارسی زبان و ادب ہے، چنانچہ مرکز نے فارسی زبان و ادب پر تحقیقات اور مطالعات کو اپنا منشور بنایا۔ مرکز کے ابتدائی منصوبے میں ایک جدید کتب خانے اور چھاپہ خانے کا قیام شامل تھا۔ چھاپہ خانہ تو قائم نہ ہو سکا لیکن ایک کتب خانہ ضرور قائم کیا جس کا نام کتابخانہ

گنج بخش رکھا گیا جو برصغیر میں پہلی فارسی کتاب کشف المحجوب کے مصنف شیخ علی بن عثمان ہجویری کے مقامی لقب 'داتا گنج بخش' کی مناسبت سے اور انھیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہے۔ اس وقت یہ جنوبی ایشیا کا ایک اہم کتب خانہ ہے جس میں مئی ۲۰۲۱ء تک سترہ ہزار تین سو چالیس [۱۷۳۴۰] مخطوطات (عربی، فارسی، اردو، پنجابی، پشتو، سندھی، ترکی وغیرہ) اور انچاس ہزار ایک سو ستر [۴۹۱۷۰] مطبوعہ کتب و رسائل جمع ہو چکے ہیں۔ مخطوطات کی تعداد کے اعتبار سے یہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے بعد دوسرا بڑا مرکز مخطوطات ہے۔ اس کتب خانے میں برصغیر پاک و ہند کی قدیم فارسی مطبوعات کے ساتھ ساتھ ایران میں پہلوی دور کی ایرانی مطبوعات بھی دستیاب ہیں۔

ب۔ عکس برداری: قیام کے فوراً بعد مرکز نے ایک اور منصوبے پر کام کرنا شروع کیا۔ مرکز کے اپنے فوٹو گرافروں نے پاکستان میں تاریخی عمارات اور آثار قدیمہ کی تصاویر اور سلائیڈیں تیار کیں۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء تک مرکز میں ایسی عمارات اور آثار کی ۸۸۶ سیاہ و سفید تصاویر اور سلائیڈیں جمع ہو چکی تھیں۔ مرکز کا ایک منصوبہ پاکستان کے کتب خانوں میں موجود اہم مخطوطات کی مائیکروفلمیں تیار کرنا تھا۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء تک ۱۳۶۱ مائیکروفلم رول یہاں جمع ہو چکے تھے جو زیادہ تر پاکستان کے قومی عجائب گھر، کراچی کے مخطوطات سے متعلق تھے۔ جب مائیکروفلم کا دور گذر گیا تو مرکز نے جدید اسکینر کی مدد سے مخطوطات اسکین کرنا شروع کیے۔ یہ خدمت مرکز کے اپنے مخطوطات کے لیے بھی ہے اور دیگر افراد بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ چنانچہ اب تک کتاب خانہ گنج بخش کے چار ہزار مخطوطات اسکین ہو چکے ہیں اور جن متفرق اشخاص نے اپنی تحویل میں مخطوطات کو مرکز سے بلا معاوضہ اسکین کروایا ہے ان کی ایک نقل بھی مرکز میں جمع ہے، جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

ج۔ اشاعت کتب کا سلسلہ: مرکز نے قیام کے فوراً بعد سات مختلف موضوعات پر کتب تیار کرنے اور شائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ہر موضوع کو گنجینہ، عنوان دیا گیا اور سات گنجینے متعین ہوئے اور اس کے تحت کتب کی تیاری اور اشاعت شروع ہوئی ان منصوبوں کا ذکر مرکز کے پہلے ڈائریکٹر علی اکبر جعفری کی کتاب تحقیقات فارسی در پاکستان اور دوسرے ڈائریکٹر مہدی غروی کی کتاب نخستین کارنامہ مرکز میں ملتا ہے۔ ان میں سے بعض منصوبے شروع نہ ہو سکے، بعض نامکمل رہے اور بعض مکمل ہونے کے باوجود شائع نہ ہو سکے۔ مثلاً ایک منصوبہ بر عظیم کے جرائد میں فارسی ادبیات اور مطالعات ایران سے متعلق شائع ہونے والے مقالات کا اشاریہ تیار کرنا تھا۔ یہ منصوبہ ڈاکٹر سفیر اختر (اختر راہی) کے سپرد کیا گیا۔ انھوں نے اس پر کام کیا لیکن یہ نامکمل رہا اور شائع نہ ہو سکا۔ ایک منصوبہ بر عظیم میں ماضی اور حال میں فارسی زبان کے تدریسی مواد کا جائزہ لینا تھا جو شروع ہی نہ ہو سکا۔ ایک منصوبہ صوفیہ قادریہ نوشاہیہ کا فارسی تذکرہ ثواقب المناقب تصنیف محمد ماہ صداقت کنجاہی کی

اشاعت کا تھا۔ اس تذکرے کے متن کی تدوین ڈاکٹر وحید قریشی کے ذمے تھی، جب کہ اس کا مقدمہ اور تعلیقات سید شریف احمد شرافت نوشاہی کو لکھنا تھا۔ شرافت نوشاہی مرحوم نے مقدمہ اور تعلیقات لکھ کر مرکز کے حوالے کر دیے لیکن ڈاکٹر قریشی مرحوم نے متن تیار کر کے مرکز کو نہ دیا اور یہ منصوبہ بھی مرکز کی طرف سے مکمل نہ ہو سکا۔ اب یہ کتاب ڈاکٹر نذر حسین چوہدری کی تدوین کے ساتھ ۲۰۲۰ء میں اپنے طور پر اسلام آباد سے شائع ہو گئی ہے جس کا مرکز کے منصوبے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قیام سے لے کر ۲۰۱۸ء تک مرکز نے جلدوں کے اعتبار سے کل ۲۱۱ کتب شائع کی ہیں۔ ۲۰۱۸ء کے بعد تادم تحریر مرکز کی طرف سے کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ مرکز کی شائع کردہ پہلی کتاب فہرست نسخہ ہای خطی کتابخانہ گنج بخش (جلد یکم) تالیف محمد حسین تسبیجی ہے۔ یہاں شائع ہونے والی بعض اہم کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ فہرست و کتاب شناسی: ابتدا ہی سے مرکز نے مخطوطات اور مطبوعات کی فہرست نگاری کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ کیوں کہ کسی بھی تحقیق کے بنیادی ماخذ فہارس اور کتابیات ہوتے ہیں۔ گزشتہ پچاس سالوں میں مرکز نے اس موضوع پر ۴۶ جلدیں شائع کی ہیں۔ مخطوطات کی فہارس کے ضمن میں احمد منزوی کی مرتب کردہ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان کی چودہ جلدوں میں اشاعت ہے۔ اس فہرست میں کئی ہزار فارسی مخطوطات کا تعارف درج ہوا ہے جو پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ کتب خانوں کی الگ الگ فہرستیں تیار اور شائع کرنا بھی مرکز کے منصوبے میں شامل رہا ہے۔ چنانچہ کتاب خانہ گنج بخش کے مخطوطات کی فہرستیں مختلف لوگوں نے تیار کیں۔ ڈاکٹر تسبیجی نے رجسٹر اندراج کے مطابق شمارہ ۱۵۰۳ تا ۱۵۰۴ مخطوطات کی مفصل فہرست تین جلدوں میں تیار کی۔ بعد میں رجسٹر اندراج کے مطابق شمارہ ۱۵۰۳ تا ۱۵۰۴ مخطوطات کی الفبائی ترتیب سے ایک مجمل فہرست تیار اور شائع کی۔ احمد منزوی نے اپنے انداز میں مفصل فہرست نویسی کی اور رجسٹر اندراج کے مطابق پہلے شمارہ ۸۱۰۰ تا ۸۱۰۱ مخطوطات کی فہرست تیار کی جو چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد شمارہ مخطوطات ۸۱۰۱ تا ۸۱۰۲ کی فہرست کا کچھ حصہ اپنی فہرست مشترک میں شامل کر لیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ اس چھوڑے ہوئے حصے کو راقم السطور نے تدوین کر کے فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ گنج بخش کی پانچویں جلد کے طور پر مرکز سے شائع کروایا (۲۰۰۵ء)۔ راقم نے کتب خانہ گنج بخش میں ۱۹۸۲ء تک جمع ہونے والے پنجابی مخطوطات اور ۱۹۸۷ء تک جمع ہونے والے اردو مخطوطات کی فہرستیں بھی تیار کیں۔ پنجابی مخطوطات کی فہرست، شعبہ پنجابی اور نیشنل کالج لاہور کے شش ماہی پنجابی رسالے ”کھوج“ کے

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال

عارف نوشاہی

قلمی نسخہ نمبر (۱۹۸۲ء) اور فہرست مخطوطات اردو کتاب خانہ گنج بخش، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے شائع کی (۱۹۸۸ء)۔ کتابخانہ گنج بخش میں قرآن مجید کے قلمی نسخوں کا ایک وسیع ذخیرہ بھی موجود ہے۔ محمد نذیر رانجھانے فہرست نسخہ ہای خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش تیار کی جو مرکز کی طرف سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ راقم السطور کی تیار کردہ دو فہرستیں فہرست نسخہ ہای خطی فارسی موزہ ملی پاکستان کراچی [قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی] (۱۹۸۳ء) اور ”فہرست نسخہ ہای خطی فارسی انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی (۱۹۸۴ء) اور خضر نوشاہی کی تیار کردہ دو فہرستیں فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتاب خانہ بمرد کراچی (۱۹۸۸ء) اور فہرست نسخہ ہای خطی فارسی کتابخانہ دانشگاه پنجاب گنجینہ آزر لاہور (۱۹۸۶ء) بھی مرکز نے شائع کیں۔ کتابخانہ گنج بخش میں موجود قدیم اور کم یاب مطبوعہ فارسی کتب سے متعلق فہرست کتاب ہای فارسی چاپ سنگی و کمیاب کتاب خانہ گنج بخش دو جلدوں میں راقم السطور نے تیار کی اور مرکز سے شائع ہوئی (۱۹۸۶-۱۹۸۹ء)۔ حسین عارف نقوی کی مرتب کردہ برصغیر کے امامیہ مصنفین کی مطبوعہ اردو تصانیف اور تراجم کی دو جلدوں پر مشتمل فہرست بھی شائع ہوئی (۱۹۹۷ء)۔ فارسی سے اردو اور پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں (پنجابی، پشتو، سندھی، براہوی) میں ترجمہ ہونے والی مطبوعہ اور قلمی کتب کی اجمالی فہرست ترجمہ ہای متون فارسی بہ زبان ہای پاکستانی اختر رہی [ڈاکٹر سفیر اختر] نے مرتب کی اور مرکز سے شائع ہوئی (۱۹۸۶ء)۔ حکیم حبیب الرحمان نے بنگال میں تصنیف ہونے والی عربی، فارسی اور اردو کتب کی ایک فہرست ثلاثہ غسالہ نام سے اردو میں تیار کی تھی جس کا مسودہ ڈھاکا یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ راقم السطور نے اسے وہاں سے حاصل کر کے اس کا فارسی کتب سے متعلق حصہ، اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر تعلیقات لکھیں۔ یہ حصہ بھی مرکز سے شائع ہوا (۱۹۸۹ء)۔ ثلاثہ غسالہ کا مکمل اردو متن بھی راقم السطور کے مقدمے اور تعلیقات کے ساتھ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور اور مغربی بنگال اردو اکاڈمی کوکلتا سے شائع ہو چکا ہے (۱۹۹۵ء؛ ۲۰۲۰ء)۔

۲۔ تصوف و عرفان: برصغیر اولیا، صوفیہ کی سرزمین ہے۔ تصوف اور عرفانی موضوعات پر جتنی فارسی کتب یہاں تصنیف ہوئی ہیں گمان ہے کہ دنیا کے کسی اور خطے میں تصنیف نہیں ہوئی ہوں گی۔ مرکز نے تصوف کے کئی فارسی متن، صوفیہ کے تذکرے اور انفرادی سوانح شائع کیے ہیں۔ چند اہم کتب کا ذکر کیا جاتا ہے:

رسالہ قدسیہ (ملفوظات خواجہ بہاء الدین نقشبند) مرتبہ خواجہ محمد پارسا بخاری، تصحیح ملک محمد اقبال

(۱۹۷۵ء)؛ خلاصۃ الالفاظ و جامع العلوم (ملفوظات جلال الدین مخدوم جہانیاں جہان گشت)، تصحیح غلام سرور (۱۹۹۲ء)، جواہر الاولیاء تصنیف باقر بن عثمان بخاری، تصحیح غلام سرور (۱۹۷۶ء)، چہار بہار (ملفوظات حاجی محمد نوشاہ گنج بخش) مرتبہ محمد ہاشم تھرپالوی، یکوشش عارف نوشاہی (۱۹۸۳ء)، سراج الصالحین تصنیف بدر الدین بدری کشمیری، تصحیح سراج الدین (۱۹۹۷ء)، احوال و آثار بہاء الدین زکریا مولتانوی و خلاصۃ العارفین، تصحیح شمیم محمود زیدی (۱۹۷۴ء و ۲۰۱۶ء)، کلمات الصادقین تصنیف محمد صادق کشمیری، تصحیح محمد سلیم اختر (۱۹۸۸ء) یہ دہلی میں مدفون اولیاء کا تذکرہ ہے، احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی مرتبہ محمد ریاض (۱۹۸۵ء و ۱۹۹۱ء)، خلاصۃ المناقب تصنیف نور الدین جعفر بدخشی، تصحیح اشرف ظفر (۱۹۹۵ء) یہ بھی میر سید علی ہمدانی کے مناقب پر مشتمل ہے، احوال و مقامات نوشاہ گنج بخش تصنیف احمد بیگ لاہوری، تصحیح عارف نوشاہی (۲۰۰۱ء)، مقام شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی در تصوف اسلامی تصنیف محمد اختر چیمہ (۱۹۹۳ء و ۲۰۰۶ء)

۳۔ علم نجوم و فلکیات: اس سلسلے میں ایک کتاب ”چہار تقویم از دو سال و در یک شہر“ مرتبہ علی اکبر جعفری شائع ہوئی (۱۹۷۳ء)۔

4۔ علوم طب: ”تاریخ روابط پزشکی ایران و پاکستان“ تصنیف حکیم نیر واسطی (۱۹۷۴ء)، یہ ایران اور برصغیر کے شعبہ طب میں تعلقات کی تاریخ ہے۔

۵۔ ادبیات: فارسی شعر و ادب کے تصنیفی ورثے کے اعتبار سے بھی برصغیر کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ ادب کے متنوع موضوعات پر مرکز نے کئی کتب شائع کی ہیں۔ ان میں فارسی شعر کے تذکرے، دواوین، مثنویات، ادب کی تاریخیں، ادبی کتب کے تنقیدی جائزے اور فرہنگیں وغیرہ شامل ہیں۔ چند اہم کتب کے نام یہ ہیں:

فارسی گویان پاکستان تالیف سید سبط حسن رضوی (جلد یکم، ۱۹۷۴ء) یہ پاکستان کے معاصر فارسی شاعروں کا تذکرہ ہے۔ مخزن المغرائب تصنیف احمد علی ہاشمی سندیلوی، تصحیح محمد باقر (جلد سوم، چہارم، پنجم، ۱۹۹۲-۱۹۹۴ء) اس کی پہلی دو جلدیں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹر محمد باقر نے خود شائع کی تھیں۔ تین جلدیں ان کی وفات کے بعد شائع ہوئیں۔ مجمع النفائس تصنیف سراج الدین علی خان آرزو، تصحیح زبیب النساء سلطان علی، مہر نور محمد و محمد سرفراز ظفر (جلد ۳، ۲۰۰۴-۲۰۰۶ء)، ریاض العارفین تصنیف آفتاب رائے لکھنوی، تصحیح حسام الدین راشدی (جلد ۲، ۱۹۷۷-۱۹۸۲ء)، اس کی دوسری جلد پر راقم السطور نے مقدمہ لکھا ہے۔ آثار الشعراء مرتبہ سید محمد اکرم اکرام (۲۰۰۸ء)، یہ مسعود سعد سلمان سے علامہ اقبال تک برصغیر کے فارسی شعر کی مأخذاتی فرہنگ ہے۔ تذکرہ علمائے امامیہ پاکستان تصنیف سید حسین عارف نقوی (۱۹۸۴ء) پاکستان کے معاصر شیعہ علما کا تذکرہ ہے۔

دواوین و مثنویات میں مثنوی مہر و ماہ از جمالی دہلوی مرتبہ پیر حسام الدین راشدی (۱۹۷۴ء)، دیوان محمد علی رائج سیالکوٹی، مرتبہ محمد سرفراز ظفر (۱۹۹۶ء) اور دیوان ناصر علی سرہندی، مرتبہ رشیدہ حسن ہاشمی (۲۰۰۵ء) قابل ذکر ہیں۔

فارسی ادب کی تاریخ اور تنقید پر مرکز سے بہت اہم کتب شائع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی معروف زمانہ کتاب پاکستان میں فارسی ادب کی چھٹی جلد یہاں سے شائع ہوئی ہیں (۱۹۹۴ء)۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کی ایک اور کتاب نقد شعر فارسی در پاکستان و ہند (۱۹۹۵ء) برصغیر میں فارسی شاعری کی تنقید کی مختصر تاریخ بھی یہیں سے چھپی ہے۔ سراج الدین علی خان آرزو اپنے وقت کے اعلیٰ نقاد گذرے ہیں۔ ان کی ادبی تنقید پر دو کتابیں داد سخن (۱۹۷۴ء) اور سراج منیر (۱۹۷۷ء) اور ابوالبرکات منیر لاہوری کی کارنامہ (۱۹۷۷ء)، تینوں کتب مرتبہ سید محمد اکرم شائع ہوئی ہیں۔ برصغیر میں ایرانی شعر کے اثر و رسوخ کے جائزے پر مشتمل دواہم کتب شائع ہوئی ہیں۔ مخزن الاسرار نظامی و استقبال از آن در شبہ قارہ و ایران تالیف انجم حمید (۲۰۱۱ء)، جس میں نظامی گنجوی کی مثنوی مخزن الاسرار کی پیروی میں لکھی جانے والی مثنویات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسری کتاب حافظ شناسی در شبہ قارہ: بررسی شرح ہای فارسی دیوان حافظ در شبہ قارہ تالیف سیدہ چاند بی بی (۲۰۰۷ء) ہے جس میں برصغیر میں دیوان حافظ شیرازی کی فارسی شروح کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۶۔ پاکستانیات: اگرچہ پاکستان سے مخصوص مختلف موضوعات پر الگ الگ کئی کتب شائع ہوئی ہیں جن کا ذکر دیگر عنوانات کے تحت ہوا ہے۔ خالص سیاسی نوعیت کی فارسی کتاب قائد اعظم محمد علی جناح تصنیف شمیم محمود زیدی ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

۷۔ تاریخ: راج ترنگینی (تاریخ کشمیر) تصنیف پنڈت کلہن، فارسی ترجمہ ملا شاہ محمد شاہ آبادی، تصحیح صابر آفاقی (۱۹۷۴ء)؛ تاریخ دگلشای شمشیر خانی تصنیف توکل بیگ منشی، تصحیح طاہرہ پروین اکرم (۲۰۰۵ء)۔

۸۔ فیکسی میلے ایڈیشن: مرکز نے کتابخانہ گنج بخش میں محفوظ بعض نادر مخطوطات کی عکسی اشاعت کا اہتمام بھی کیا۔ المختلص تصنیف حافظ محمد بخاری (۱۹۸۲ء)، یہ قرآن مجید کی عربی سے فارسی قدیم فرہنگ ہے۔ تکملۃ الاصناف تصنیف علی بن محمد ادیب کرینی (۱۹۸۵ء)، یہ وسطی ایشیا میں تصنیف ہونے والی قدیم عربی سے فارسی فرہنگ ہے اور کتب خانہ گنج بخش میں اس کا واحد نسخہ محفوظ ہے۔ اسلہ و اجوبہ رشیدی از رشید الدین فضل اللہ (۱۹۹۳ء) یہ معروف ایرانی مؤرخ کے رسائل کا نادر مجموعہ ہے۔ لمحات من نفحات القدس از محمد عالم

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال

عارف نوشاہی

صدیقی با مقدمہ محمد نذیر رانجھا (۱۹۸۶ء) یہ سلسلہ جہریہ اور وسطی ایشیا کے خواجگان کا تذکرہ ہے۔ جہانگشنای خاقان مصنف نامعلوم، مقدمہ از اللہ داتا مضطر (۱۹۸۶ء) یہ کتاب ۹۲۸-۹۵۵ھ / ۱۵۴۱-۱۵۴۸ء میں تصنیف ہوئی اور شاہ اسماعیل صفوی کے عہد کی تاریخ ہے۔

مجلہ دانش:

مرکز نے اپنے قیام کے بعد، ادارے سے ایک تحقیقی فارسی جریدہ شائع کرنے کا منصوبہ بھی بنایا تھا۔ جس کا نام مہر و ماہ یا جنگ فارسی تجویز ہوا۔ لیکن یہ منصوبہ عملی جامہ نہ پہن سکا۔ ۱۹۸۵ء میں اسلام آباد میں واقع راینی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران کی طرف سے برصغیر میں فارسی ادبی اور ثقافتی میراث کو فروغ دینے کے لیے ایک سہ ماہی تحقیقی اور ادبی جریدے کا اجرا ہوا جس کا نام دانش شائع رکھا گیا۔ راقم السطور اس کا مدیر مقرر ہوا۔ میری ادارت میں اس کے پہلے پندرہ شمارے شائع ہو چکے (۱۹۸۵-۱۹۸۹ء) تو مجھے اعلیٰ تعلیم کے لیے ایران جانا پڑا۔ میرے بعد ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی (شمارہ ۱۶ تا ۵۰) اور سید مرتضیٰ موسوی (شمارہ ۵۶ تا ۱۲۴) اس رسالے کے طویل عرصے تک مدیر رہے۔ یہ دونوں اب مرحوم ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۶ء تک دانش کے ۴۴ شمارے شائع ہو چکے تو اس کی تیاری اور اشاعت کی ذمہ داری راینی سے مرکز کو منتقل کر دی گئی۔ شمارہ ۴۵ مرکز سے شائع ہوا اور اس کے بعد اب تک یہ مرکز ہی سے شائع ہو رہا ہے۔ ۲۰۲۱ء میں دانش کا شمارہ ۱۳۹ شائع ہوا ہے۔ یہ جریدہ بنیادی طور پر فارسی زبان میں ہے لیکن مختلف ادوار میں اس میں بعض اردو اور انگریزی مقالات بھی شائع ہوئے ہیں۔ مختلف ادوار میں اس کا علمی معیار بھی پست و بلند رہا ہے۔

کانفرنسوں کا انعقاد اور شرکت:

مرکز نے اپنے قیام کے ابتدائی دور، بالخصوص ڈاکٹر علی اکبر جعفری کے زمانے میں پاکستان میں منعقد ہونے والی کئی قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں بھرپور شرکت اور نمائندگی کی۔ حکومت پاکستان، ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی اور یونیسکو کے مشترکہ اہتمام سے ابوریحان بیرونی کانفرنس (۱۹۷۳ء)، امیر خسرو کے سات سو سالہ جشن ولادت پر قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں ہونے والی قومی کانفرنس (۱۹۷۶ تا ۱۹۷۷ء) اور مولانا جلال الدین رومی کے سات سو سالہ جشن ولادت پر پشاور یونیورسٹی میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس (۱۱-۱۲ فروری ۱۹۷۸ء) میں نہ صرف شرکت کی بلکہ امیر خسرو کی تقریبات کے موقع پر ان کی فارسی مثنوی قرآن السعدین کے ایک نادر قلمی نسخے مخزونہ کتب خانہ گیلانیہ اوچ شریف کا عکس بھی شائع کیا (۱۹۷۶ء)۔ اس پر ڈاکٹر احمد حسن دانی کا انگریزی مقدمہ ہے۔ مرکز نے ۲۸-۳۰ اگست ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد میں 'پیوستگی ہای فرہنگی ایران و شبہ قارہ' [ایران اور برصغیر کے ثقافتی رشتے] کے عنوان سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جس میں پاکستان اور ایران

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال
 کے علاوہ ہندوستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا سے بھی مندوبین شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں پڑھے گئے مقالات کا
 مجموعہ مرکز نے مجموعہ سخن رانی ہای نخستین سمینار پیوستگی ہای فرہنگی ایران
 و شبہ قارہ دو جلدوں میں شائع کیا (۱۹۹۳ء)۔

پاکستانی اداروں کے ساتھ تعاون اور شراکت:

مرکز نے ابتدا سے ہی اسلام آباد میں قائم نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز کے ساتھ تعاون برقرار رکھا
 ہے۔ وہاں فارسی کی تدریس اور تدریسی مواد کی تیاری میں مرکز کا فعالانہ کردار رہا ہے۔ ایم اے کی سطح پر فارسی
 طالب علموں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ لائق طلبہ کو ڈاکٹریٹ کے لیے ایران بھیج دیا جاتا ہے۔
 مرکز نے بعض پاکستانی ناشرین کے ساتھ مل کر کئی اہم اور مقبول عام فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم بھی
 شائع کیے ہیں۔ جیسے کشف المحجوب (۱۹۷۸ء)، سیر الاولیاء (۱۹۷۸ء)، کلیات بیدل (۱۹۷۸ء) کے
 فارسی متن اور مثنوی معنوی (۱۹۷۸ء) اور دیوان حافظ (۱۹۸۳ء) کا اردو ترجمہ از قاضی سجاد حسین، علی
 اصغر حکمت کی کتاب جامی کا اردو ترجمہ از عارف نوشاہی (۱۹۸۳ء: ۲۰۱۲ء)

مجموعی جائزہ:

مرکز کے گزشتہ پچاس سالوں پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ ابتدائی سالوں میں جب ڈاکٹر علی
 اکبر جعفری مدیر اور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کتاب دار تھے، دونوں نے ادارے اور کتب خانہ گنج بخش کو مستحکم بنیادوں
 پر اٹھایا اور پاکستان اور پاکستان سے باہر علمی حلقوں میں اس کی شناخت قائم کی۔ قیام کے آٹھ سال بعد ایران میں
 اسلامی انقلاب (۱۹۷۹ء) اور مابعد ایرانی حالات نے، جس میں ایران عراق جنگ بھی شامل ہے، مرکز کی کارکردگی
 کو کچھ عرصے کے لیے متاثر رکھا۔ انقلاب کے کچھ سالوں بعد جب اکبر ثبوت بطور مدیر (۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۷ء) اور احمد
 منزوی بطور فہرست نویس اکٹھے کام کرتے رہے تو مرکز ایک بار پھر پوری طرح فعال ہو گیا، پرانے منصوبوں پر عمل
 درآمد شروع ہوا، نئے منصوبے بھی بنے، فہرست نویسی اور کتابیات کی تیاری پر زیادہ توجہ مبذول رکھی گئی۔ کتب خانہ
 گنج بخش کے لیے ہزاروں قلمی اور قدیم مطبوعہ کتب خریدی گئیں۔ کئی یادگار کتابیں شائع ہوئیں۔ کتب خانہ گنج بخش
 کے نادر مخطوطات کی عکسی (facsimile) اشاعتیں بھی اسی دور میں شروع ہوئیں۔ احمد منزوی کے ۱۹۹۰ء میں واپس
 ایران چلے جانے کے بعد مرکز میں مخطوطات کی فہرست نگاری کا کام ایسا ٹھپ ہوا کہ اب تک دوبارہ شروع نہیں
 ہو سکا۔ جس ادارے نے ملک میں دوسرے کتب خانوں کے مخطوطات کی فہرست نگاری کا بیڑا اٹھایا تھا، اب عالم یہ
 ہے کہ اس کے اپنے کتاب خانہ گنج بخش میں ہزاروں مخطوطات کی توضیحی فہرست تیار نہیں ہو سکی۔ ایک ایسا کتب خانہ

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال عارف نوشاہی

جس میں تقریباً پچاس ہزار مطبوعہ کتب و رسائل اور سترہ ہزار سے زائد مخطوطات ہیں، وہاں کوئی تربیت یافتہ کتاب دار اور فہرست نگار نہیں ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی افسوس ناک ہو گا کہ مرکز میں ابتدا ہی سے کوئی سند یافتہ اور پیشہ ور کتاب دار نہیں رہا اور کتاب خانہ گنج بخش میں اب تک جمع ہونے والے تقریباً پچاس ہزار کتب و رسائل کسی مروجہ اصول کتاب داری کے بغیر، ایک خود ساختہ نظام کے تحت رکھے ہیں جسے بدلنے کے لیے پیشہ ور کتاب داروں کی کئی سال پر محیط خدمات درکار ہوں گی۔

قہرمان سلیمانی کے بطور مدیر یہاں سے جانے کے بعد (۲۰۱۴ء) سے مرکز کا زوال شروع ہوا۔ ۲۰۱۷ء کے بعد سے مرکز میں کوئی تام الاختیار اور مستقل مدیر نہ ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی قابل ذکر کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ کتابوں کی اشاعت رُکی ہوئی ہے۔ ان حالات میں مرکز صرف سہ ماہی دانش کی اشاعت کو جاری رکھے ہوئے ہے اور اپنے وجود کا ثبوت دے رہا ہے۔

ایران جب جب سیاسی اور معاشی بحرانوں کا شکار رہا ہے، اس کے منفی اثرات ایران سے باہر قائم ایرانی مراکز پر پڑے ہیں۔ دنیا کے نقشے پر پھیلے ہوئے پچاسیوں ایرانی ثقافتی اور تحقیقاتی مراکز میں ”مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان“ بھی ایک ہے جس کی حیثیت بے شک ایران کے تمدنی سمندر میں ایک دور افتادہ جزیرے کی سی ہو اور ایران اپنے موجودہ مشکل اقتصادی حالات میں اس جزیرے کی آبادانی اور دیکھ بھال سے قاصر رہا ہو، لیکن ہم اہل پاکستان، جنوبی ایشیا اور اس کی ہمسایہ سرزمینوں کی ادبی، سیاسی، تہذیبی اور معاشرتی تاریخ لکھنے والوں کے لیے یہ جزیرہ کسی بہشت سے کم نہیں ہے۔ اسے سرسبز اور آباد رہنا چاہیے۔

مآخذ اور مزید مطالعہ کے لیے:

- اخلاق احمد آہن، ہندوستان میں فارسی صحافت کی تاریخ، دہلی، ۲۰۰۸ء؛
- اساس نامہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، نامہ پارسی، تہران، ج ۱، ش ۱۳۷۵، ۲ ش ۱۳۷۶؛
- اسعدی، محمد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، نامہ پارسی، تہران، ج ۱، ش ۱۳۷۵، ۲ ش ۱۳۷۶؛
- پیرنیا، علی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، مؤسسہ ملی زبانهای نوین، دانش، اسلام آباد، ۲۶ ش ۱۳۷۵ / ۱۹۹۱ء؛
- نسیمی، محمد حسین، فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی، راول پنڈی، ۱۹۷۳ء؛
- ایضاً، فہرست انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان از آغاز تا تاسیس ۱۳۵۰ تا ۱۳۷۵ / ۱۹۷۱-۱۹۹۱ء، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء؛
- ایضاً، خدمات انتشاراتی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان دانش، اسلام آباد، ۷۴-۷۵، ۱۳۸۲ ش / ۲۰۰۳ء؛
- توافقنامہ وزارت فرہنگ و ہنر ایران و وزارت آموزش و تحقیقات علمی پاکستان، امضاء شدہ در آبان ۱۳۵۰ ش / ۱۹۷۱ء؛
- جعفری، علی اکبر، تحقیقات فارسی در پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۵۲ ش / ۱۹۷۳ء؛
- حسن نژاد، عبدالرحیم، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان پشتیبان روابط دو کشور، دانش، اسلام آباد، ۷۲-۷۳، ۲۰۰۳ء

- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے پچاس سال
- عارف نوشاہی
- نگف، صغریٰ، نقش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان در گسترش زبان و ادبیات فارسی، دانش، اسلام آباد، ش ۷۲-۷۳، ۲۰۰۳ء؛
 - صافی، قاسم، آشنایی با مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان در گفت و گو با چند تن از مسئولان، دانش، اسلام آباد، ش ۲۶، ۷۰، ۱۳۷۰ ش/۱۹۹۱ء؛
 - غروی، مهدی، نخستین کارنامه مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۵۷ ش/۱۹۷۹ء؛
 - کوثر، انعام الحق، نقش مرکز تحقیقات فارسی در حفظ و احیا و گسترش زبان و ادب فارسی در منطقه بالخصوص در بلوچستان پاکستان، دانش، اسلام آباد، ش ۷۶-۷۷، ۷۷، ۱۳۸۳ ش/۲۰۰۴ء؛
 - گزارش از فعالیت های مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، مشکوة، مشہد، ش ۱۶، ۱۳۶۶ ش/۱۹۸۷ء؛
 - مزوی، احمد، کارنامه مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان در کار فہرست نویسی و کتابشناسی، دانش، اسلام آباد، ش ۲۶، ۷۰، ۱۳۷۰ ش/۱۹۹۱ء؛
 - موسوی، مرتضیٰ، نقش مرکز تحقیقات فارسی در حفظ و احیا و توسعه زبان و ادب فارسی، دانش، اسلام آباد، ش ۷۲-۷۳، ۷۷، ۱۳۸۲ ش/۲۰۰۳ء؛
 - نوشاہی، عارف، نقش مرکز تحقیقات فارسی در حفظ میراث مشترک در گذشته و آئندہ، دانش، اسلام آباد، ش ۷۶-۷۷، ۷۷، ۱۳۸۳ ش/۲۰۰۴ء؛

An Introduction to Iran - Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad, 1997.

Abstract

Markaz-e Tehqiqat-e Farsi-e Iran wa Pakestan (Iran-Pakistan Institute of Persian Studies) was established on 23 October, 1971 and now completing its 50 years in October 2021. The writer of this article being a fellow of the Institute and a keen observer of the events taken place during these years explains aims of its establishment; organization; academic activities, unites of the Institute; some important publications; producing facsimile editions; microfilming/scanning of manuscripts, holding conferences, extending cooperation with Pakistan's entities; cataloging and indexing of manuscripts and old Persian printed books; promoting cultural exchange between Iran and Pakistan for which it came into being h. Its library, titled, Kitabkhana-e Ganj Bakhsh, named to Shaikh 'Ali bin 'Usman Hujwiri widely known as "Daata Ganj Bakhsh", houses 17340 manuscripts of Arabic, Persian, Urdu, Punjabi, Pashtu, Sindhi, Turkey etc till this date. This is one of the second biggest collections in Pakistan after the Punjab University Lahore. This library also holds 49170 printed books and periodicals. The writer also pointed out the decline of Institute since 2013.

Keywords: Iran-Pakistan Institute of Persian Studies, Kitabkhana-e Ganj Buksh, manuscripts of south Asian languages.